خصوصی سیکشن3: واحد ٹریژری کھاتے میں منتقلی: بینکاری شعبے پر ممکنہ اثرات

حکومت پاکستان سرکاری مالی انتظام میں بہتری لانے کے لیے اسٹیٹ بینک کے پاس واحد ٹریژری کھاتہ (سنگل ٹریژری اکاؤنٹ) کھولنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔ یہ نیا نظام بینکاری شعبے میں حکومتی اداروں کے مخصوص کھاتوں کے موجودہ بندوبست کی جگہ لے گا۔ نقد کے موثر انتظام کے لیے اس اہم اقدام کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آئی ایم ایف نے اس کھاتے کے قیام کو ساختی کارکردگی کے معیار میں شامل کیا ہے جبکہ نومبر میں طے پانے والے ایس بی اے میں اسے سرکاری مالی نظم و نسق میں اصلاحات کا ایک نشانیہ قرار دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں پہلا قدم یہ اٹھایا گیا ہے کہ حکومت نے یکم اکتوبر2008ء[1] سے نجی لیجر کھاتوں (پی ایل ایز)[2] اور اسپیشل ڈرائنگ رائٹس (ایس ڈی ایز) کے موجودہ نظام کو اسائنمنٹ کھاتوں[3] میں منتقل کر دیا ہے۔ نئے نظام کے تحت تمام میزانیہ رقوم کو اسائنمنٹ کھاتوں میں جاری کیا جائے گا جو کہ حکومت کے جامع فنڈ کا حصہ ہیں۔[4] اس اقدام سے جامع فنڈز کے علاوہ کسی اور کھاتے میں غیر خرچ شدہ رقوم کے جمع ہونے کو روکنے میں مدد ملے گی۔ جہاں تک جدولی بینکوں میں واجب الادا بقایا جات کا تعلق ہے انہیں آخر جون 2010ء تک واحد ٹریژری کھاتے میں بتدریج منتقل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔[5]

بعض بینکوں میں رکھی ہوئی حکومتی امانتوں کی مالیت آخر جون 09ء تک 454.8 ارب روپے تھی۔ یہ امانتیں بینکاری شعبے کی مجموعی امانتی بنیاد کا 11 فیصد بنتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کی امانتوں کو جدولی بینکوں سے اسٹیٹ بینک میں قائم واحد ٹریژری کھاتے میں منتقل کرنے کے بینکاری شعبے پر خاصے اثرات مرتب ہوں گے، ذیل میں اس کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

شکل 1: مجموعی امانتوں میں حکومتی امانتوں کا حصہ

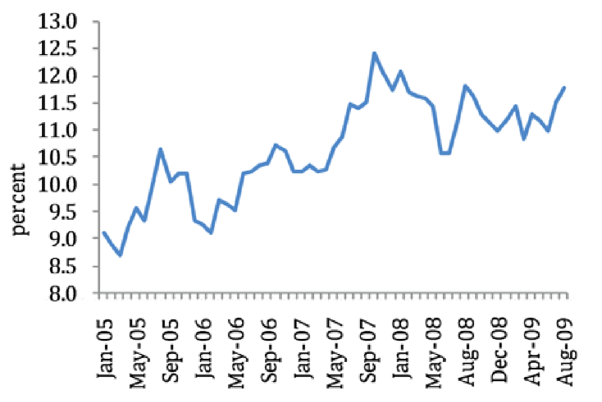

Source: SBP

شکل 2: وفاقی وصوبائی حکومتوں کی امانتوں کے رجحانات

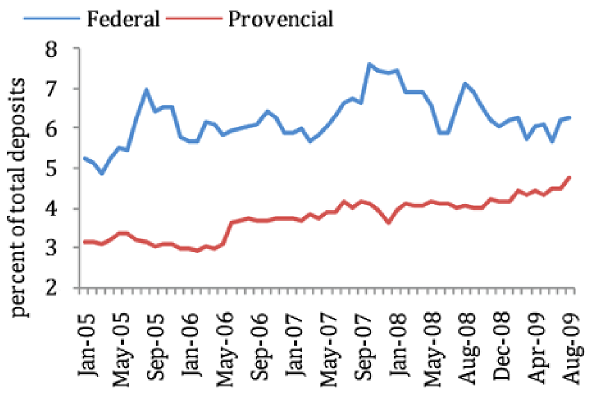

Source: SBP

حکومتی امانتیں: چند حقائق

ان اثرات کو جانچنے کے لیے ہمیں حکومتی امانتوں کے رجحانات اور اجزائے ترکیبی کا جائزہ لینا ہوگا۔ **شکل 1** سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری شعبے کی مجموعی امانتوں میں سے حکومت کی امانتوں کے حصے میں خاصی تغیر پذیری دیکھنے میں آئی ہے جو حکومت کی آمدنی کی وصولیوں اور اخراجات کی ادائیگیوں اور اس کے مالی لین دین کے بڑے اوسط حجم میں عدم مطابقت کی عکاس ہے۔ حکومتی امانتوں کی وفاقی وصوبائی کے زمروں میں تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوبائی امانتوں کی نسبت وفاقی امانتوں میں زیادہ تغیر پذیری رہتی ہے (**شکل 2**)۔ تغیر پذیری میں اس فرق کی وجوہات یہ ہیں: (1) وفاقی حکومت کے مقابلے میں عوامی خدمات کی فراہمی میں صوبائی حکومت کا محدود کردار اور (2) صوبائی حکومتوں کا وفاقی حکومت پر مسلسل انحصار، ان کی محدود مالی آزادی کو مدنظر رکھتے ہوئے۔

---

[1] http://www.finance.gov.pk/admin/images/updates/procedure.pdf

[3] اسائنمنٹ اکاؤنٹ ''ایک ایسا بینک اکاؤنٹ ہوتا ہے جسے نامزد اتھارٹی کے حق میں کھولا جاتا ہے جس میں کہ فنڈز مخصوص مقاصد کے لیے جاری کیے جاتے ہیں۔''

[2] پی ایل اے ایک ایسی سہولت تھی جس کے تحت ''کسی ڈویژن/محکمے میں نامزد اتھارٹی کو مجوزہ حد تک اخراجات کرنے کی سہولت دی جاتی تھی۔ اس کے لیے ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر/اکاؤنٹنٹ جنرل/اکاؤنٹنٹ جنرل پاکستان ریونیو سے توثیق یا تصدیق کی ضرورت نہیں ہوتی تھی''۔

[4] حکومت کا جامع فنڈ'' حکومت کی جانب سے لیے گئے تمام قرضوں اور کسی قرضے کی واپسی کے لیے موصول ہونے والی رقوم پر مشتمل ہوتا ہے''۔

[5] ابتدائی طور پر حکومتی امانتوں کو آخر جون 2009ء تک منتقل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔

وفاقی وصوبائی بنیادوں پر حکومت کی امانتوں کی تقسیم سے دلچسپ حقائق سامنے آتے ہیں: اول، وفاقی حکومت کی وصولیوں اور ادائیگیوں کے بارے میں معلومات کی دستیابی سے اسٹیٹ بینک کو سیالیت کے متعلق پیش گوئیوں کو مزید بہتر بنانے میں مدد ملے گی جو تغیر پذیر نوعیت کی ہوتی ہیں اور ان میں تبدیلی واحد ٹریژری کھاتے میں رقوم کے بہاؤ کے وقت کے لحاظ سے آتی ہے۔ مزید برآں، وفاقی حکومت کی امانتوں میں ہونے والی تبدیلیوں کو بینکاری شعبے خصوصاً بین البینک منڈی میں سیالیت کی پوزیشن کو متاثر کرنے والے خودمختار عامل کی حیثیت ہے۔ حکومت کی مالی رقوم کے بارے میں معلومات سے سیالیت کا انتظام بہتر بنانے اور زری پالیسی پر موثر عملدرآمد میں مدد ملے گی کیونکہ اس کی وجہ سے اسٹیٹ بینک کے لیے منڈی میں سیالیت کی کافی حد تک درست پیش گوئی کرنا ممکن ہوگا۔ دوم، اگرچہ صوبائی حکومت کی وصولیوں اور ادائیگیوں کے بارے میں معلومات سیالیت کے بارے میں پیش گوئی کرنے کے حوالے سے زیادہ اہمیت کی حامل نہیں تاہم یہ نقد کے موثر انتظام کے لیے اہم ہے کیونکہ حکومت کی مجموعی امانتوں میں صوبائی امانتوں کا حصہ 35 فیصد ہے اور صوبائی حکومتوں کی مالی خودمختاری میں اضافے کے باعث ان کے حصے میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔

حکومتی امانتوں میں مجموعی رجحانات کے علاوہ عرصیت کی اقسام کے لحاظ سے ان امانتوں کے اجزائے ترکیبی کی جانچ سے نقد کے انتظام کے متعلق حکومت کی سوچ کو جاننے میں مدد ملتی ہے۔ آخر جون 2009ء تک حکومت کی امانتوں کے اجزائے ترکیبی پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں سب سے زیادہ 44.2 فیصد میعادی امانتیں شامل ہیں جبکہ جاری امانتوں کا 21.1 فیصد اور بچت امانتوں کا حصہ 33.4 فیصد بنتا ہے (**شکل 3**)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت جاذب لاگت انداز میں اپنی امانتوں کا انتظام کر رہی ہے کیونکہ: (1) بینکوں میں رکھی ہوئی معین امانتیں منافع بخش ہیں اور (2) اسٹیٹ بینک کی جانب سے جون 08ء سے نافذ العمل بچت امانتوں پر کم از کم 5 فیصد شرح منافع کے اطلاق سے حکومت کو بچتوں پر منافع مل رہا ہے۔

شکل 3: حکومتی امانتوں کے اجزائے ترکیبی

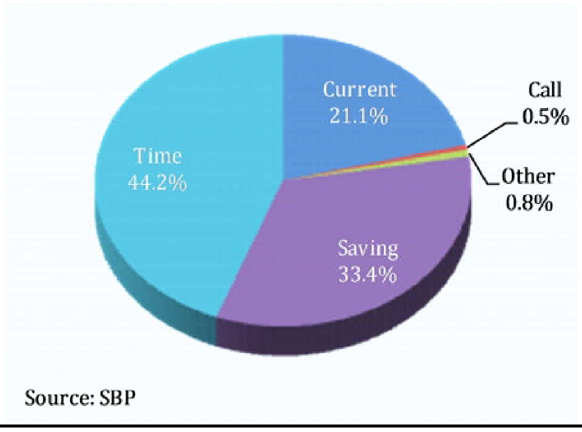

حکومتی امانتوں کی ادارہ جاتی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ وزارت خزانہ اور صوبائی محکمہ خزانہ کی مشترکہ امانتوں کی مالیت 33.1 ارب روپے بنتی ہے جو حکومت کی مجموعی امانتوں کا صرف 7.1 فیصد ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جدولی بینکوں کے پاس رکھی گئی حکومتی امانتوں کی اکثریت حکومتی اداروں بشمول وفاقی وصوبائی وزارتیں، غیر مالی حکومتی کارپوریشنز، حکومتی یونیورسٹیاں اور دیگر وفاقی وصوبائی اداروں کی ملکیت ہے۔ حکومتی امانتوں کا ارتکاز چند اداروں میں ہے خصوصاً آخر جون 2009ء تک صف اول کے دس وفاقی اداروں کی امانتوں کی مالیت 111.6 ارب روپے ہے جو وفاقی حکومت کی امانتوں کا 47.8 فیصد بنتی ہے۔ اقسام کے لحاظ سے امانتوں کی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ دس بڑے اداروں کی مجموعی امانتوں میں میعادی امانتوں کا حصہ 33.9 فیصد جبکہ بچت امانتوں کا 36.1 فیصد ہے۔ اس طرح صف اول کے دس اداروں کی 70 فیصد امانتیں منافع بخش ہیں۔

واحد ٹریژری کھاتہ (ایس ٹی اے): بینکاری نظام پر اثرات

جیسا کی پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ جدولی بینکوں کی مجموعی امانتوں میں حکومتی امانتوں کا حصہ 10 فیصد سے زائد ہے۔ بینک وار معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت کی امانتوں کا ارتکاز چند بینکوں تک محدود ہے۔ خصوصاً، حکومت کی مجموعی امانتوں کا 80.8 فیصد 5 بڑے جدولی بینکوں کے پاس ہے جبکہ بینکاری نظام کی مجموعی امانتوں میں ان کا حصہ 43.5 فیصد ہے۔ مزید برآں، آخر جون 2009ء تک 40 جدولی بینکوں میں سے 10 کا مجموعی امانتوں میں حصہ 10 فیصد ہے (**شکل 4**)۔ 5 جدولی بینکوں میں حکومتی امانتوں کا حصہ 20 فیصد سے زائد ہے جس میں ایک چھوٹا نجی بینک اور 4 سرکاری شعبے کے کمرشل بینک شامل ہیں۔ دیگر 5 بینکوں میں سے 3 چھوٹے نجی بینک اور 2 سرکاری شعبے کے تخصیصی بینک شامل ہیں۔ حکومتی امانتوں کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ جدولی بینک اپنے اثاثوں کے لیے درکار رقوم اور سیالیت کے انتظام کے لیے حکومتی امانتوں پر بہت انحصار کر رہے ہیں۔

ملکیت کی بنیاد پر بینکوں کی درجہ بندی سے پتہ چلتا ہے کہ سرکاری شعبے کے بینکوں کے پاس 266 ارب روپے کی حکومتی امانتیں ہیں جو کہ مجموعی حکومتی امانتوں کا 58.5

شکل4: مجموعی امانتوں میں حکومتی امانتوں کا بینک وار حصہ

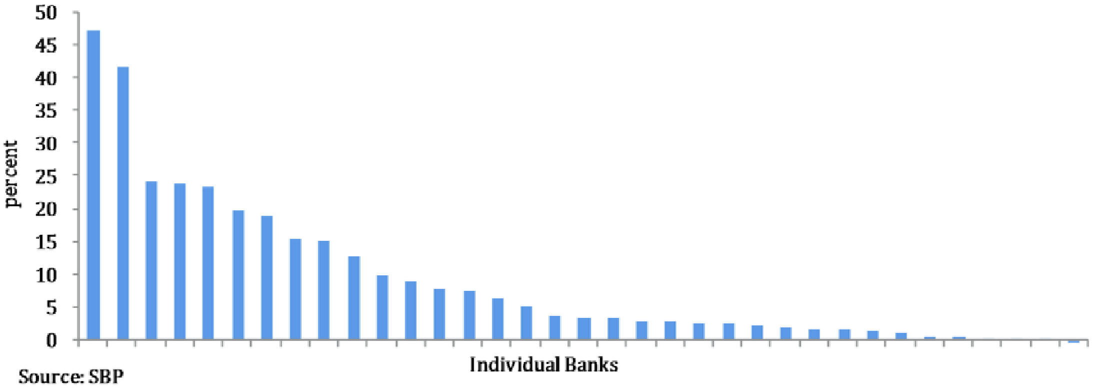

فیصد اور ان کی اپنی مجموعی امانتوں کا 28.5 فیصد بنتی ہیں۔ دوسری جانب، نجی بینکوں کے پاس موجود حکومتی امانتیں ان کی مجموعی امانتوں کا صرف 5.8 فیصد ہیں۔ مختصر یہ کہ بینکاری شعبے میں حکومتی امانتوں کی تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ واحد ٹریژری کھاتے (ایس ٹی اے) پر عملدرآمد سے سب سے زیادہ سرکاری شعبے کے بینکوں اور کچھ چھوٹے کمرشل بینکوں کو شدید نقصان پہنچے گا۔ ایس ٹی اے پر بتدریج عملدرآمد کے ذریعے امانتوں کی مرحلہ وار منتقلی سے امکان ہے کہ ان بینکوں کو سانس لینے کی کچھ مہلت ملے گی تاہم، قلیل مدت میں ان بینکوں کے اثاثوں میں توسیع شدید مشکلات سے دوچار رہے گی۔ کچھ چھوٹے نجی بینک اور سرکاری بینک پہلے ہی کمزور مالی مبادیات کے ماحول میں کام کر رہے ہیں (تفصیلات دیکھئے، باب چہارم، بینکاری نظام کا استحکام) جسے مدنظر رکھتے ہوئے توقع ہے کہ بینکاری شعبے میں انضمام و تحویل کے چند نئے سودے طے پا سکتے ہیں جبکہ اسٹیٹ بینک کی کم از کم مطلوبہ سرمائے کی شرائط پر مرحلہ وار عملدرآمد سے بھی ان بینکوں کی مشکلات میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

بینکوں کو درپیش شعبہ جاتی مسائل کے علاوہ مجموعی بینکاری صنعت کی نمو میں بھی خاصے مسائل پیدا ہونے کا امکان ہے کیونکہ بینکاری امانتوں میں سال بسال نمو جو بینکوں کے لیے رقوم حاصل کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے، یہ حکومتی امانتوں کی واجب الادا رقوم سے خاصی کم ہے۔ خصوصاً جون 2008ء سے امانتوں میں سالانہ اضافہ 400 ارب روپے سے کم رہا ہے (**شکل 5**)۔ مزید برآں، اگر حکومتی امانتوں کو مجموعی امانتوں سے منہا کر دیا جائے تو اسی مدت میں زیادہ سے زیادہ سال بسال اضافہ صرف 318.9 ارب روپے کا ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک سال کے دوران حکومتی امانتوں کی جدولی بینکوں سے مرکزی بینک کو منتقلی (جیسا کہ آئی ایم ایف کنٹری رپورٹ نمبر 09/265 میں بیان کیا گیا ہے) سے بینکاری شعبے کی امانتوں میں نمو کو شدید نقصان پہنچے گا۔

اثاثوں میں توسیع کو مشکلات کا شکار کرنے کے علاوہ امانتوں میں کمی سے بینکاری شعبے میں سیالیت کی قلت بھی پیدا ہو جائے گی۔ کچھ بینکوں کو شدید نقصان پہنچے گا۔ **شکل 6** سے ظاہر ہوتا ہے کہ

شکل5: مجموعی امانتوں میں سال بسال تبدیلی

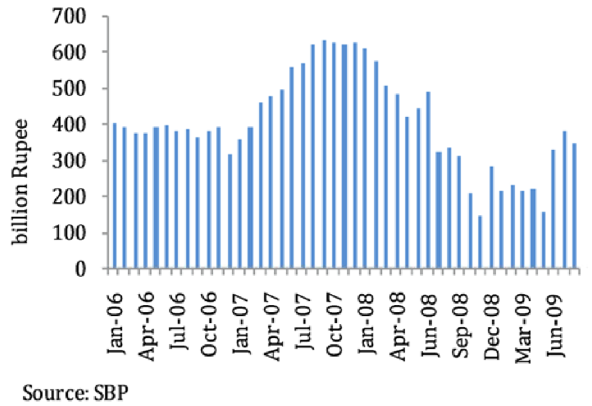

شکل6: حکومتی امانتیں اور بینکوں کی سیالیت۔ جولائی 2009ء

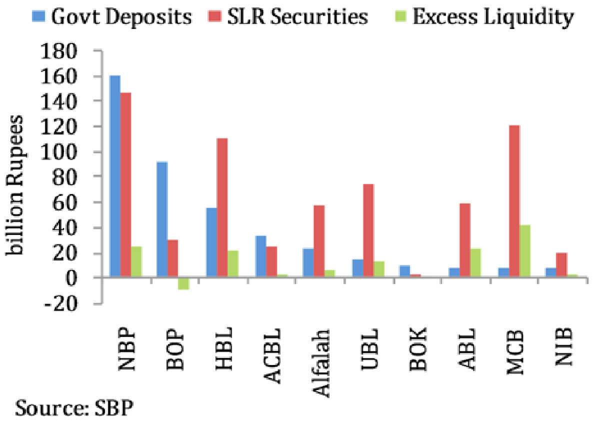

صف اول کے 10 میں سے 8 بینک، جن کی درجہ بندی حکومتی امانتوں کی ہولڈنگ کی بنیاد پر کی گئی ہے، ان کی اضافی سیالیت ان بینکوں میں موجود حکومتی امانتوں سے خاصی کم ہے۔ مزید برآں، 8 بینکوں میں سے 4 کی لازمی شرح سیالیت کے حامل وثیقہ جات کی مالیت حکومتی امانتوں سے کم ہے۔ ان 4 بینکوں کے پاس حکومتی امانتوں کا 65.3 فیصد اور بینکاری شعبے کی مجموعی امانتوں کا 23.9 فیصد حصہ ہے۔ مختصر یہ کہ سال کے دوران حکومت کی جانب سے امانتوں کی منتقلی کے نتیجے میں بینکاری شعبے کی سیالیت میں کمی واقع ہو جائے گی۔

ایس ٹی اے اور حکومت کی جانب سے نقد کا انتظام

ایس ٹی اے پر عملدرآمد سے حکومت کو نقد رقومات کا موثر انتظام کرنے میں مدد ملے گی۔ اس کے کچھ اہم فوائد ذیل میں دیے گئے ہیں:

1۔ کم از کم فالتو نقد رقوم: ایس ٹی اے پر عملدرآمد سے مختلف حکومتی اداروں کی جانب سے جامع فنڈز سے باہر رکھی جانے والی فالتو رقوم کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ آخر جون 2009ء تک جدولی بینکوں میں بعض حکومتی اداروں نے 95.8 ارب روپے کی امانتیں رکھی ہوئی تھیں جن کی نوعیت غیر منافع بخش ہے اور انہیں بنیادی طور پر لین دین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس رقم میں کمی کا امکان ہے کیونکہ حکومتی اداروں کے مابین بیشتر مالی ادائیگیاں جامع کھاتے سے کی جائیں گی اور ہر حکومتی ادارے کو لین دین کی بقایا رقوم رکھنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ایس ٹی اے میں لین دین کے لیے نقد کی مجموعی رقومات کا فیصلہ نقد کے انتظام کے لیے حکومتی پالیسی کے مطابق کیا جائے گا۔

2۔ بلاواسطہ بچتیں: اس میں حکومت کے لیے بلاواسطہ بچتوں کا عنصر موجود ہوتا ہے جو آمدنی و ادائیگی میں عدم مطابقت دور کرنے کے لیے حکومتی قرض گیری پر مشتمل ہے اور امکان ہے کہ اس میں کمی آئے گی۔ نقد رقوم کی ضرورت پڑنے پر ضمنی کھاتوں میں فالتو نقد بقایا رقوم کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، کسی مرحلے یا کلیئرنس کے انتظار میں، خصوصاً حکومتی اداروں کے مابین رقوم میں خاصی کمی آجائے گی کیونکہ ایسا لین دین کھاتے میں ہی انجام پا جائے گا۔

3۔ مالی خطرے کو کم کرنا: ایس ٹی اے کے موثر انتظام سے مالی خطرات کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ نجی شعبے کے کمرشل بینکوں میں حکومت کا محدود انکشاف خطرۂ قرض کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔ اسی طرح، بدانتظامی یا فراڈ کے کم از کم امکان کے ذریعے آپریشنل خطرے میں کمی آجائے گی۔

لیکن مذکورہ فوائد اس وقت تک حاصل نہیں ہوں گے جب تک کہ نقد کی ہینڈلنگ یا کنٹرول کے موجودہ انتظام کو بہتر نہیں بنایا جاتا۔ اس کے لیے نقد کا موثر انتظام درکار ہوگا اور حکومتی اداروں کو اسے اپنے مخصوص مقصد کی حیثیت میں ترجیح دینی ہوگی۔ ایس ٹی اے پر عملدرآمد کی روشنی میں آپریشنل طریقوں میں مزید بہتری لائی جاسکتی ہے۔ یکم اکتوبر 2008 سے وفاقی حکومت کے نئے اسائنمنٹ کھاتے کے آپریشن کے لیے نظر ثانی شدہ طریقوں پر عملدرآمد اس سمت میں اٹھایا جانے والا ایک اہم قدم تھا۔

ایس ٹی اے اور زری پالیسی پر اس کے اثرات

زری پالیسی پر ایس ٹی اے کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ خصوصاً، بازارِ زر کی تغیر پذیری میں کمی کا امکان ہے کیونکہ حکومت کے تمام کھاتوں کو منسلک کرنے سے خام بقایا رقوم میں کمی آئے گی: یعنی حکومتی اداروں کی جانب سے لین دین کی مجموعی رقوم۔ لین دین کا ایک حصہ مرکزی بینک میں قائم حکومت کے مرکزی کھاتے کے ذریعے انجام دیا جائے گا جس سے بازارِ زر کی سیالیت میں ہونے والی قلیل مدتی تبدیلیوں کے ذمہ دار خودمختار عوامل کو کم کرنے میں مدد ملے گی۔ نتیجتاً، منڈی کی سیالیت کا انتظام بہتر بنانے کے حوالے سے اسٹیٹ بینک کی صلاحیت بڑھے گی۔

ایس ٹی اے اور حکومتی امانتوں کا منافع

اس وقت اسٹیٹ بینک کے پاس موجود حکومت کی تمام امانتیں غیر نفع بخش ہیں جبکہ حکومت مرکزی بینک سے قرض گیری پر منڈی کے شرح سود کے حساب سے ادائیگی کرتی ہے۔ موجودہ انتظامات کے تحت جدولی بینکوں میں رکھی ہوئی حکومت کی 77.6 فیصد امانتیں منافع بخش ہیں، خواہ وہ بچت یا معین میعاد کے کھاتوں میں ہوں۔ حکومتی امانتوں کی جدولی بینکوں سے اسٹیٹ بینک کے کھاتے میں منتقلی سے حکومتی ادارے ان امانتوں پر منافع سے محروم ہو جائیں گے۔ تاہم، مرکزی بینک میں حکومتی امانتیں رکھنے کے حق میں کئی دلائل دیے جاسکتے ہیں جن کے اہم نکات کو ذیل میں دیا گیا ہے:

1۔ زری پالیسی کے انتظام کے لیے مفصل شرح سود کوریڈور متعارف کرا کے حکومت نے جدولی بینکوں اور اولین ڈیلرز کو یہ آپشن دیا ہے کہ وہ ایک طے شدہ فلور قیمت پر اپنی امانتوں کی اضافی رقوم کو اسٹیٹ بینک میں جمع کرا دیں۔ اس وقت فلور قیمت 10 فیصد ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا شبینہ معکوس ریپو ریٹ 13 فیصد ہے جو کہ 'سیلنگ' نرخ ہے۔ یہاں پر یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ مرکزی بینک میں رکھی گئی حکومت کی امانتیں بھی فلور قیمت پر منافع بخش ثابت ہوسکتی ہیں، خصوصاً ایس ٹی اے پر عملدرآمد کے بعد سے۔ اسے سیالیت کے انتظام کی لاگت میں نرمی کے طور پر لیا جاسکتا ہے۔ تاہم، یہ ایک مسئلہ ہے جس کا فیصلہ وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک کو باہمی طور پر کرنا ہے۔

2۔ مرکزی بینک میں حکومتی امانتوں کو منڈی کے نرخوں سے قریب ترین نرخ دینے کی حمایت بھی کی جاتی ہے تاکہ شفافیت، مضمر بین زراعانت کی شناخت، مناسب اقتصادی فیصلوں کے لیے سہولت کی فراہمی اور اس کے افشا ہونے کے خطرے کو کم کیا جاسکے۔

اختتامی کلمات

حکومت کے لیے نقد رقومات کے موثر انتظام کے لیے واحد ٹریژری کھاتے (ایس ٹی اے) کے نظام کو اختیار کرنے کے بینکاری شعبے پر خاصے اثرات مرتب ہوں گے اور اس میں کئی پالیسی مسائل کا بھی سامنا ہوگا۔ جدولی بینکوں میں رکھی جانے والی حکومتی امانتیں ان کی مجموعی امانتوں کا 11 فیصد بنتی ہیں اور یہ ان کی امانتی بنیاد کا خاصا بڑا حصہ ہے۔ ان امانتوں کی جدولی بینکوں سے مرکزی بینک میں منتقلی کے نتیجے میں بینکاری شعبے کی سیالیت بری طرح متاثر ہوگی۔ اس کے خاصے سنگین اثرات مرتب ہوسکتے ہیں کیونکہ پہلے ہی بینکوں کو مشکل معاشی صورتحال کے باعث دشواریوں کا سامنا ہے اور سی ڈی این ایس کی جانب سے مسابقت کی وجہ سے امانتیں جمع کرنے کی کوششیں متاثر ہو رہی ہیں۔ بینک وار معلومات سے مزید پتہ چلتا ہے کہ کچھ بینک حکومتی امانتوں پر بھاری انحصار کر رہے ہیں جو ان کی امانتوں کی بنیاد کے 20 فیصد سے بھی زیادہ ہیں۔ ان بینکوں کے لیے ایس ٹی اے پر عملدرآمد کے خاصے اثرات مرتب ہوں گے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ کمزور معاشی مبادیات کی وجہ سے ان میں سے کچھ بینک پہلے ہی دباؤ کا شکار ہیں اور امانتوں کی بنیاد کے ختم ہوجانے سے ان کی مشکلات میں اضافہ ہوجائے گا۔

تجزیے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جدولی بینکوں میں واجب الادا حکومتی امانتوں کی تبدیلی کے لیے دیا گیا ٹائم فریم (آخر جون 2010ء) کافی قبل از وقت معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً، بینکاری شعبے کی مجموعی امانتوں میں سالانہ اضافہ (علاوہ حکومتی امانتیں) حکومتی امانتوں کی واجب الادا رقوم کے مقابلے میں کافی پست ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومتی امانتوں کی منتقلی سے مالی سال 09ء میں بینکاری نظام میں امانتوں کی نمو منفی ہوسکتی ہے۔ فنڈنگ کا اہم ذریعہ ہونے کی وجہ سے امانتوں کی منفی یا پست نمو بینکاری شعبے کے اثاثوں میں توسیع کو بری طرح متاثر کرسکتی ہے۔

مجموعی پالیسی اثرات کو ذہن میں رکھتے ہوئے حکومت واحد ٹریژری کھاتے پر موثر عملدرآمد کے لیے عالمی بینک سے تکنیکی امداد حاصل کر رہی ہے۔ حکومتی امانتوں کے سروے سے جدولی بینکوں سے حکومتی امانتوں کی جامع کھاتے میں منتقلی کے عمل میں درست رقوم کو شناخت کرنے میں مدد ملے گی۔ اگرچہ ایس ٹی اے پر عملدرآمد کے بینکاری شعبے پر منفی اثرات مرتب ہوں گے لیکن یہ حکومت کے لیے نقد کا موثر انتظام کرنے کے حوالے سے بے حد اہمیت کا حامل ہے اور اس کے زری پالیسی پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔